

اُجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَاكَ

بیوہ کی مناجات

جس میں حالت بیوگی کے صحیح معنی خیالات جو کہ ہر اہل دل کے
نزدیک ہندوستان کی محبوبہ بیواؤں کے دل میں گز سکتے ہیں
مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی
نے

اپنے تمام وطن بھائی ہندو اور مسلمانوں کی عبرت کے لیے ایک فرضی بیوہ
کی مناجات کے پیرایہ میں بیان کئے ہیں ڈیوٹی بک ٹیچر ریسٹریٹ

علیگڑھ کی طرف سے

مطبع عیسائی گریس باہام محمد قادیان خان فیضی

ایک بیوہ کی مناجات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے سب سے اول اور آخر	جہاں تہاں حاضر اور ناظر
اے سب داناؤں سے دانا	سارے تواناؤں سے توانا
اے بالا ہر بالا تر سے	پناہ دے سوچ سے امیر سے
اے سمجھے ہو مجھے بن سوچے	جانے پھپھانے بن ہو مجھے
سب سے انوکھے سب سے نرا لے	آنکھ سے اجھیل دل کے اُجالے
اے اندھوں کی آنکھ کے تارے	اے لنگڑے لولوں کے سہارے
نایتوں سے چھوٹوں کے ناتی	ساتھیوں سے پچھڑوں کے ساتھی
ناؤ جہاں کی کھینے والے	دکھ میں تسلی دینے والے
جہاں بات تب تجھسا نہیں کوئی	تجھے مین سب تجھسا نہیں کوئی
جوت ہر تیری جل اور تجھسل میں	باس ہے تیری بول اور پھل میں

تو پاس اور گھر دور ہے تیرا	ہر دل میں ہے تیرا بسیرا
نام ترا بگیا کی لکڑی	راہ تیری دشوار اور سکتی
تو ہے سہارا غمگینوں کا	تو ہے ٹھکانا سکینوں کا
تو ہے اندھیرے گھر کا جلالا	تو ہے اکیلوں کا رکھوالا
خوابوں کھوٹے اور کھٹے کا	لاگو اچھے اور برے کا
گاہک بستہ بازاروں کا	بید - نرا سے بیساروں کا
بتیا میں یاد آنے والا	سوچ میں دل بھلا نے والا



بے بازو بے پروں کے وارث	اے بے وارث گھر دن کے وارث
جاگتے سوتے پاس ہو تو ہی	بے آسوں کی آس ہے تو ہی
تو نہیں جنکا وہ بے کس ہیں	بس والے ہیں یا بے بس ہیں
دسرایت کی دھان نہیں پروا	ساتھی جنکا دھیان ہے تیرا
گنتے ہیں وہ پریت کورائی	دل میں ہے جنکے تیری بڑائی
بری نبی کا یا رہے تو ہی	بیکس کا غمخوار ہے تو ہی
تیرے ہی ہاتھ ان سب کا کھیرا	ٹوکھیا و کھسی ترسیم اور بیوہ
تو ہی یہ بیڑے پار لنگھائے	تو ہی ڈبوئے تو ہی ترا سے
تو ہی دوا داروں میں شفا دے	تو ہی مرض دے تو ہی دوا دے

تو ہی پلاسے نہر کے پیالے	تو ہی پھر امرت نہر میں ڈالے
تو ہی دلوں میں آگ لگائے	تو ہی دلوں کی لگی بجھائے
چمکارے چمکار کے مارے	مارے مار کے پھر چمکارے
پیار کا تیرے پوچھنا کیا ہے	مار میں بھی اک تیری مزا ہے

اے رحمت اور ہیبت والے	شفقت اور دباغت والے
اے انگل اور دھیاں سے باہر	جان سے اور پچان سے باہر
عقل سے کوئی پانسیں سکتا	بھیہ ترے حکمون میں ہی کیا کیا
ایک کو تو نے شاو کیا ہے	ایک کے دل کو داغ دیا ہے
اُس سے نہ تیرا پیار کچھ ایسا	اس سے نہ تو بیزار کچھ ایسا
ہر دم تیری آن نہی ہے	جب دیکھو تب شان نہی ہے
کیا نہ سمجھو اسے دھان پر داجر	گھر گھر تیرا حکم نیا ہے
بھول کہیں کھلائے ہوئے ہیں	اور کہیں پھل آئے ہوئے ہیں
کھیتی ایک کی ہے لہراتی	ایک کا ہر دم خون شکھاتی
ایک پڑے ہین دھن کوٹوٹے	ایک ہیں گھوڑے بچ کے سوئے
ایک نے جب سے ہوش نہ بھالا	رنج سے اُسکو پڑا نہ پالا
ایک نے اس جنجال میں آ کر	چین نہ دیکھا آنکھ اٹھا کر

مینہ کہیں دولت کا ہے بڑستا
 ایک کو مرے تک نہیں دیتے
 حال غرض دنیا کا ہی ہے
 رنج کا ہے دنیا کے گلا کیسا
 یوان نہیں مٹی رنج سے بن
 ایک سے بھان رنج ایک جو بالا
 لکھا ہے گونا سور کی صورت
 تب وہی دق کی شکل ہے لیکن
 دق ہو دوانا سور ہو کچھ ہو
 روز کا غم کیوں کر سے کوئی
 تو ہی کر انصاف اس میری مولا
 گو کہ بہت بندے ہیں پر ارمان
 منواہ دکھی ہے خواہ سکھی ہو
 کہیتاں جنگی کھڑی ہین سوکھی
 گنا جنگی اس راہی مین ہے
 ڈوب چکی ہے جن کی اگیتی
 ایک ہے اس امید پہ جیتا

ہے کوئی پانی تک کو ترستا
 ایک اکتا گیا لیتے لیتے
 غم پھلے اور لب خوشی ہے
 تحفہ ہی لے دیکھے ہی بھان کا
 رنج نہیں سب ایک ہی لیکن
 ایک سے درد ایک نرالا
 پر اسے کیا ناسور سے نسبت
 دق نہیں رہتی جان لیے بن
 دے نہ جواب اُمید کسی کو
 آس نہ جب باقی رہے کوئی
 کون ہے جو بے آس ہو جیتا
 کمزین مگر مالوس میں جو بھیاں
 جو ہے اک امید اسکو بندہ ہی ہے
 آس وہ باندہ ہے بیٹے ہین مینہ کا
 ساؤنی کی آس انھیں ہے
 دیتی ہے دھارس انکو چھیتی
 آس کوئی بیٹی آس ہوا بیٹا

ایک کو جو اولاد ملی ہے
 رنج ہے یا قسمت میں خوشی ہر
 غم نہیں اُنکو گو غم لگیں ہیں
 کال میں کچھ سختی نہیں سی
 سہل ہے موجوں سے چھٹکارا
 پر نہیں اُٹھ سکتی وہ مصیبت
 شاد ہو اُس گریب کا کیا دل
 اُن اُجڑوں کو کل پڑے کیون کر
 اُن بچھڑوں کا کیا ہے ٹھکانا
 اب بھلا ملتی نہیں مالی
 آئین بہت دنیا میں بسا
 پڑے بہت باغ و بہار میں ہوئے
 لگیں و تراش چاندنی راتیں
 پر نہ کھلی ہرگز نہ کھلے گی
 آس ہی کا بھان نام ہے دنیا
 ایسے بلیسی کا نہیں غم کچھ
 رونا اُن بن باسیوں کا ہے

اُسکو اُنک آب شاد یونکی ہے
 کچھ ہے گراک آس بندھی ہے
 جو دل نا اُسید نہیں ہیں
 کال میں ہے جب آس میں کی
 جب کہ نظر آتا ہے کتارا
 آئیگی جس کے بعد راحت
 مر کے کھٹے گی جس کی منزل
 گھر نہ بس یہ گاہ کا جنم بھر
 جس کو نہ ملے وہ گار مانا
 محسوس ہے ہوا قیر سٹے والی
 عیش کی گھر گھر پڑیں پکاریں
 ڈھاک بہتہ گل میں پھولے
 برسیں کلیں بہت برسائیں
 وہ جو کلی مر چھائی تھی دل کی
 جب نہ رہی یہ ہی تو رہا کیا
 جس کو نہ رہنے کی قسم کچھ
 دلیں نکال جن کو ملا ہے

<p>حکم سے تیرے پر نہیں چارا زور ہے کیا پتے کا ہوا پر تنکا اک اور سات سمندر قسمت ہی مین جب تھی جدائی آج کی بگڑی ہو تو بنے بھی توجو چاہے وہ نہیں ملتا مارے اور نہ دے تو روئے ٹھیسرے بن آتی ہے نہ ہاگے تجھ سے کہیں گر بھاگنا چاہیں تو مارے اور خواہ نوازے تجھی کو اپنا جانتی ہوں میں ماں ہی سدا بچے کو مارے</p>	<p>کر دوی میٹھی سب گوارا چاہے جد ہر لیجائے اڑا لکڑ جائے کمان موجوں سے نکلا پھر ملتی کس طرح یہ آئی ازل کی بگڑی خاک بنے گی بندے کا بھیاں بس نہیں چلتا تھپکے اور نہ دے تو سوئے تیری زیر دوستی کے آگے بندہ میں چاروں کھونٹ کی رہیں چڑی ہیں میں تیرے دروازے تجھ سے نہیں تو کس سے کو نہیں اور بچہ ماں ماں ہی پکارے</p>
---	---



<p>اسے مرے زور اور قدرت والے مین نوٹھی تیری دکھیاری سوت کی خواہاں جاں کی دشمن اپنے پرانے کی دھنکاری</p>	<p>حکمت اور حکومت والے دروازے کی تیری بھکاری جاں پہ اپنی آپ اجیرن میکے اور سسرال پہ بھاری</p>
--	--

سہکے بہت آزار چلی ہوں
 دل پر میرے داغ ہیں جتنے
 دکھ دل کا کچھ کھ نہیں سکتی
 تجھ پہ ہے روشن سب دکھ دل کا
 بیاہ کے دم پائی تھی نہ لینے
 خوشی میں بھی سکھ پاس نہ آیا
 ایک خوشی نے غم یہ دکھائے
 کیسا تھا بھیاہ نناوان
 چین سے رہنے دیا نہ جی کو
 رومین سکتی تنگ ہوں نینک
 ہنس نہس دل بہلاؤں کیونکہ
 ایک کا کچھ جینا نہیں ہوتا
 بیٹھے گر سوتے کے بہانے
 جا گئے تو بھی بن نسین پڑتی
 اب کل ہم کو پڑے گی مر کر
 بات سے نفرت کام سے وحشت
 آبادی جنگل کا ممنو نہ

دنیا سے بیزار چلی ہوں
 منہ میں بول نہیں ہیں اُتے
 اسکے سوا کچھ کھ نہیں سکتی
 تجھ سے حقیقت اپنی کھوں کیا
 لینے کے یہاں پڑ گئے دینے
 غم کے سوا کچھ راس نہ آیا
 ایک نہسی نے گل بچھ کھلائے
 جوہن پڑا اُس کا پرچھاوان
 کر دیا مایا میٹ خوشی کو
 اور روؤں تو روؤں کمانک
 اوسوں پاس بھجاؤں کیونکہ
 ایک نہ ہنستا بھلا نہ روتا
 پانٹتی کل ہے اور نہ سہ جانے
 جا گئے کی آخر کوئی حد بھی
 گور ہے سوئی تیج سے بہتر
 ٹوٹی آس اور بھی طبیعت
 دنیا سوئی اور گم ہونا

دن بھیا نک اور رات ڈرانی
 بنین اور ہنسیاں میری
 دل نہ سکیں جی کھول کے مجھے
 جب آئیں روو ہو کے گئیں وہ
 کوئی نہیں دل کا بھلاوا
 آٹھ پہر کا ہے یہ بھلا پا
 تھک گئی مین دکھتے ستے
 آگ کھلی دل کی نہ کسی پر
 دیکھ کے چپ جانا نہ کسی نے
 دلی تھی بھول میں چنگاری
 قوم مین وہ خوشیاں بیاہوئی
 توارون کا آئے دن آنا
 وہ چیت اور پہاگن کی ہوئی
 وہ گرمی کی چاندنی راتیں
 کس سے کہوں کس طور سے کاٹیں
 پاؤ کے اور خوشیوں کے سین سے
 بچ نہیں ہیں ساماں خوشی کے

یوں گزری ساری یہ جوانی
 ساتھ کی تھیں جو کھیلیاں میری
 خوش نہ ہوئیں نہ ہوں بول کر کھبے
 جب گئیں بے کل ہو کے گئیں وہ
 آئیں چکنا میسرا بلاوا
 کاٹوں گی کس طرح رنڈا پا
 تھم گئے آنسو بہتے بہتے
 گھس گئی جان اندر ہی اندر
 جاں کو بھونکا دل کی لگی تے
 لی نہ کسی نے خبر میری
 شہزین وہ دھوین ساہوئی
 اور سب کا توار منسا نا
 وہ ساون بھادوں کی گھٹائیں
 وہ ارماں بھری برساتیں
 خیر کہیں جس طور سے کاٹیں
 آتے ہیں خوش کل جان کو ہوجب
 اور جلائے والے جی کے

<p>آئیو ہر کھسا کیس نہ ایسی بارغ میں نہ بھی قیہ ہو جیسے اڑنہ سکے پر ہوتے ساتے مجھے تو شادی راس نہ آئی بھول آیا اور پھل نہ لگا کچھ چاند ہوا پر عید نہ آئی بادل گر جا اور نہ ہر سا پھل نہ ملا اور حبان گنوائی دوڑ پڑی میں جھیل سمجھ کے پر پانی کی بوند نہ پانی</p>	<p>گھر پر کھبا اور پیا بدیسی دلو پجوانی کے کٹے ایسے رہا گئی ساری سہ ٹکراتے ہو گی کسی نے کچھ کل پانی آس بندھی لیکن نہ ملا کچھ رہ گیا ویکر چاند دکھائی رت بدلی پر ہوئی نہ ہر کھسا پھل کی خاطر برجھی کھائی ریت میں ذرے دیکھ چمکتے چاروں کھونٹا نظر دوڑائی</p>
---	---

<p>راجا اور پر حبا کے مالک اسے سارے سنار کے والی بخشش تیری عام ہے گھر گھر خواہ ہوں ہندو خواہ مسلمان کی نہیں بندھی تو نے کسی کی کچھو اینڈک سیپا درگوں لگا</p>	<p>اسے دین اور دنیا کے مالک بے پردہ پر دار کے والی پورب پچھم دکن اتر پیاد لگی ہے سب کیلئے بھان ہوئے اگر قسمت سے کسی کی چوڑا کٹر اچھہر جھنڈکا</p>
---	---

سارے نیچھی اور کچھیر
 بیٹھ اور بکری شیر اور چیتے
 سب پہ کھلا ہے در رحمت کا
 خاک سے تو نے بیج اد گائے
 سیپ کو بخشی تو نے دولت
 لکڑی میں پھل تو نے لگائے
 ہیر بخشا کان کو تو نے
 جگنو کو بجلی کی چمک دی
 دین سے تیری اے مر سولی
 عام ہے سب پر تیری رحمت
 پیر ہون چھوٹے یا کڑے بھان
 پھلتے ہرین جو ہیں پھلنے والے
 جب اپنی ہی زمین ہو کلہ
 سب کو ترے انعام تھے شال
 اگر کچھ آنا بانٹ میں میسری
 تھی نہ کمی کچھ تیرے گھر میں
 رابو کے گھوہلی ہون بھو کی

مور پھیتا سارس پیرو
 تیرے جلائے ہیں سب جیتے
 برس رہا ہے مینہ نعمت کا
 پھر نو دے پرداں چڑھائے
 اور بخشا مکی کو امرت
 اور کوڑی پر پھول کھلائے
 مشک دیا حیوان کو تو نے
 ورے کو کندن کی دمک دی
 سب ہرین ہنال ادنیٰ اور اعلیٰ
 ہیں محسوس مگر قربت
 فیض ہوا کا سب پہ چھوکیں
 جلتے ہیں جو ہیں جلنے والے
 پھر الزام نہیں کچھ مینہ پر
 مین ہی نہ تھی انعام کے قابل
 سب کچھ تھا سرکار میں تیری
 فون کو ترسی مین سانجھ میں
 سدا برت سے چلی ہوں ہو کی

ہر دم سوچتی ہوں یہ جی میں
 ہونے سے میرے فائدہ کیا تھا
 اہی کے آخر میں نے لیا کیا
 نہیں دے اور کچھ نہ دکھایا
 جھڑی دی دی اور خوشی نہ بخشی
 دہی کیلی بہری سبھا میں
 چین سے جاگی اور نہ سوئی
 آکھوشی سی چپہ نہ پائی
 کھایا تو کچھ مزانہ آیا
 پھول ہیشہ آکھہ مین کھلے
 ہونہ سکی کچھ دل سے عبادت
 کام سنو ادا کوئی نہ بھیاں کا
 کام آیا بھیاں کوئی نہ میرے
 قسمت نے جب سے منہ موڑا
 باپ اور بھائی چچا بھتیجے
 پر نہیں پانی ایک بھی ایسا
 تاتین میں شفقت نہیں پانی

اہی تھی کیوں میں اس نگری میں
 کس لیے پیدا مجھ کو کیا تھا
 مجھ کو مری قسمت نے دیا کیا
 دانت دے اور کچھ نہ چکھایا
 دل بجنسا۔ دل لگی نہ بخشی
 پیاسی رہی بھری گنگا میں
 میں نہ نہسی جی مجھ کو نہ روئی
 جیسی آئی ویسی نہ آئی
 سوئی تو کچھ چین نہ پایا
 اور پھل سدا گلے میں اٹکے
 اور رنجی کاموں پہ طبیعت
 اور نہ کیا دھندا کوئی دھماں کا
 اور نہ میں کام آئی کسی کے
 آدمیوں کا ہو گیا توڑا
 سب رکھتی ہوں تیرے کرم سے
 جب کو ہو میری جان کی پردا
 اپنوں میں اپنایت نہیں پانی

سو گھر والے اور گھر سونا	گھر پر یہ اک حیرت کا منور
آ کے کبھی بھان بچھ لیا کچھ	جس نے خدا کا خوف کیا کچھ
زور کسی پر اب نہیں پا پنا	سو یہ خوشی کا دل کی ہے سودا
اپنی جی قسمت کی ہے بُرائی	اس میں شکایت کیا ہے پرانی
کیوں تو عورت ذات بناتا	چہن گر اپنی بانٹ میں آتا
کیوں ہوتے اوروں کے حوالے	کیوں پڑتے ہم غیر کے پالے
جیتے ہی جی کیوں ہم مرجاتے	آٹھ ہر کیوں دکھ بید اٹھاتے
باپ نہ ماں بھائی نہ بھتیجا	دکھ میں نہیں بھان کوئی کسی کا
شکھ سہت کا ہر کوئی ساتھی	پس یہ کسی سائیں کی صدا تھی

کون سنے یہ رام کہانی	تیرے سوا اسے رحم کے بانی
ایک مصیبت ہو تو سوں میں	ایک کہانی ہو تو کہوں میں
میرا نازک حال ہے جیسا	حال ہو دشمن کا ایسا
باپ نہ بھائی ساس نہ سسر	کوئی نہیں لاگو اب میرا
پراپنے بس مر نہیں سکتی	نکھ میں ایک لک کی ہوں کھٹکتی
بے کل ہیں جینے سے ہمارے	ماں اور باپ عزیز اور پیارے
نفس کے غلط غم کر نہیں سکتی	رو کے پلک غم کر نہیں سکتی

روئے تو سب روئے ہیں گھر کے
 بیٹے تو ہنسنا عیب ہے ہم کو
 گھرِ سرال میں جاتی ہوں میں
 یکے میں جہوت ہوں آتی
 جہت یہ دن قسمت نے دکھائے
 میرا سدا ہنسنا اور رونا
 سوچ میں یہ سہ سارا گھر
 آپ کو ہوں ہر وقت مٹاتی
 جانتی ہوں نازک ہے زمانا
 موتی کی سی آہ ہے عزت
 ہندی میں نے لگائی چھوڑی
 کپڑے ہمینوں میں ہوں بدلتی
 سر نہ نہیں آنکھوں میں لگاتی
 دودھ لوچاند نہیں سر دھوتی
 کاں میں پتے ہاتھ میں کنگن
 پنچپیوں کا ارماں نہیں اب
 اڑ گئیں سب لکی وہ ترانگیں

روئے نہیں دیتے ہی جس کے
 کیونکہ آہی کا ستے غم کو
 غصہ قدم کھلاتی ہوں میں
 رو رو کر ہوں سب کو رلاتی
 تکتے ہیں جو ہر ماچنے پر اے
 بیٹھنا - اٹھنا - جاگنا - سونا
 میرے جلن پر سب کی نظر
 پہنتی اچھائیں ہوں نہ کھاتی
 بات ہے اک یہاں عیب لگانا
 جا کے نہیں آتی پھر محرم
 پٹی بیٹے جانی چھوڑی
 عطر نہیں میں بھول کے مٹی
 بال نہیں برسوں گندہ جاتی
 اٹھوڑوں کنگھی نہیں ہوتی
 پن چکی سب جب تھی ٹھگن
 چوڑیوں کا کچھ دھیاں نہیں اب
 چادر ہے باقی نہ اُسنگین

<p> آپ کو بھیانک میں نے ملایا دہم نے ہے ایک ایک کو گھیرا کھینچ چکا ہے میرا سقد لمباؤں گر خاک میں بھی میں سچ اگلے لوگوں نے کہا ہے جینے سے گھر گئی ہوں میں یوں نہ بڑی اس جان پہ بنتی رہتے ہم انجان بلا سے اے بے آسروں کے رکھو یا کیجیو میری کشتی بانی اب تیرگی ترائی تیری </p>	<p> پر دنیا کو صبر نہ آیا جب دیکھو تب ذکر ہے میرا داغ بدی کا میری جبین پر بچ نہ سکوں طعنوں سے کبھی میں بٹا چھا بد نام ہر اسے اس دم سے تنگ لگئی ہوں میں ماں بھکواے کاش نہ جتنی دنیا مجھ سے - میں دنیا سے اے ڈوبے بیڑوں کے کھویا آپھنچا ہے ڈوباکو پانی ڈوبی ناؤ دھائی تیری </p>
--	---

<p> اے امب کے چمکتے تارو سہانی پہچانی راتو اے نیک اور بد کے دربانو ایک دن اس گندی دنیا سے بوجھ ہیں وہاں سب تلے والے </p>	<p> اے گھگھ کر در اور دیوارو تنہائی کی ڈرائی راتو دیکھتی آنکھوں سننے کانو جانا ہے مالک کے آگے پترے سب کے ہیں کھٹنے والے </p>
--	--

<p>جب و حباب پوچھ ہو میری تیری ہیں نیکی کا دم نہیں بھرتی کیونکہ خطا سے بچ سکتا ہے خواہ دلی ہو خواہ رشی ہو گنوں اگر ہیں اپنی خطائیں پر یہ خدا سے ڈر کے ہوں کہتی خواہ بُری تھی خواہ بھلی میں پڑی تھی جس بے دید کے پالے نام پہ دھونی اُس کے رما کر ساتھ نہ قوم اور دیس کا چھوڑا آئے اگر دنیا کو نہا در میرا نگہاں اور رکھو والا</p>	<p>تم سب دیجو گو اہی میری پاکی کا دعویٰ نہیں کرتی جس نے کچا دودھ پیا ہے اس سے رہائی نہیں کسی کو ہے یقین گنتی میں نہ اٹھیں منہ پر یہ آئے بن نہیں ہتی بات سے اپنی نہیں ٹلی میں ہوئی تھی جس ہری کے حوالے آن کو رکھتا جان گنوا کر اور نہ خدا کے عہد کو توڑا اب مجھے کچھ دنیا کا نہیں ڈر سب سے بڑا ہے جاننے والا</p>
---	--



<p>اے ایمان کے رکھنے والے میں نہیں رکھتی کام کسی سے حکم پہ چلتی تھی اگر میں مانتی گوئیں عقل کا کتنا</p>	<p>اے نیت کے پرکھنے والے چاہتی ہوں انصاف تجھی سے چہیں سے کرتی عمر بسر میں مجھ کو نہ ٹپرتا رنج یہ سننا</p>
--	--

کچھ نہ عدالت کا تھا ڈراوا

ہے دستور یہی دنیا کا

لیکن ہٹ پیاروں کی یہی تھی

اپنے بڑوں کی ریت نہ چھوٹے

ہونہ کسی سے ہم کو ندامت

جان کسی کی جائے تو جائے

دم پہ بتے جو اسکو سہوں میں

درد نہ دہل کا کہیں غماہر

مرٹھوں اور کچھ منہ پہ نہ لاؤں

گھٹ گھٹ کر دم اپنا گنوا دوں

تجھ پہ ہے روشن اک دم سے مولا

بیڑا تھا منجہ دار میں میرا

تھا تھی پانی کی نہ کٹارا

شرم ادھر دنیا کی مجھے تھی

روکنے تھے حملے مجھے دل کے

نفس سے تھی دن رات لڑائی

جان تھی میری آن کی دشمن

اور نہ مذہب کا انگا وا

آپ سے اچھا نام خدا کا

مرضی غمخواروں کی یہی تھی

توہم کی باندھی رسم نہ ٹوٹے

تاک رہے کتبے میں سلامت

آن میں اپنی فرق نہ آئے

لوٹتی انگاروں پر یہوں میں

چپکے ہی چپکے کام ہو آخر

جل بجھوں اور اُٹ کرنے نہ پاؤں

جل جل کر آپے کو بجھا دوں

وقت یہ کیسا مجھ پہ پڑا تھا

چار طرف چھایا تھا اندھیرا

تیرے سوا تھا کچھ نہ سہارا

فکار و سرِ عقبی کی مجھے تھی

تھا مجھے جینا خاک میں لے کر

دور تھی نیکی پاس جڑائی

آن تھی میری جان کی دشمن

آن سنبھالے جان تھی جاتی
 بٹے کرنے تھے سات سمت در
 نمونہ چاروں کھونٹ تھا پھیلا
 پیاس تھی تو تھی اور تھی کھر سا
 وضو پ کی تھی پالے پچڑ ہائی
 درد اپنا کس سے کوں کیا تھا
 نفس سے ڈرتا مجھ کو بھی کا
 مر جاؤں یا زندہ رہوں میں
 جاں بلا سے جائے تو جائے
 کی نہ کسی نے میری خوشی کو
 بات کسی کی میں نے نہ ڈالی
 جان نہ سمجھا جان کو اپنی
 قول پہ اپنے جمی رہی میں
 دل تھا ما آپے کو سنبھالا
 اور نہ اگر میں کرتی ایسا
 بن نہیں آتی دیس سے بھاگے
 کہہ گئی سچ اک راج کساری

جان بچائے آن تھی جاتی
 حکم بچھ تھا ہاں پاؤ نہ ہو تر
 حکم بچھ تھا پلا ہنو سیلا
 اور دریا سے گزرنا پیاسا
 آگ اور گندک کی تھی لڑائی
 آکے پہاڑ اک مجھ پہ گرا تھا
 اسیلے ہر دم تھی مجھ تم سے
 تجھ سے مگر شرم نہ ہنو میں
 پر کہیں دینی بات نہ آئے
 سینے کیا ناخوش نہ کسی کو
 اپنے ہی دم پر سب کی بلالی
 دیا نہ جانے آن کو اپنی
 ہوئی نہ ڈالوان ڈول کبھی میں
 سانس تک منہ سے نہ نکالا
 کیونکر کرتی اور کرتی کیا
 کچھ نہیں چلتی دیس کے آگے
 لاچار سی پرست سی بھاری

اسے اچھے اور بُرے کے جمید سی
 چھپی ہوئی کی کے کھولنے والے
 جمید دلوں کے بنانے والے
 عیب اور گن سب تجھ پیہر میں
 عیب نہ اپنا تجھ کو جستا
 میں نہیں آخر پاک بدی سے
 تو نے بنایا تھا مجھے جیسا
 بس حرم جتنا تو نے دیا ہے
 کان اور آنکھیں ہاتھ اور بازو
 سب کو بدی سے میں نے بچایا
 اٹھتے بیٹھتے روکا سب کو
 ہاتھ کو ہلنے دیا نہ جیسا
 آنکھ کو اٹھنے دیا نہ اتنا
 کان کو دکھا دو رہلا سے
 روک کے اوریوں تھام کے آیا
 ایک نہ سنبھلا میرا سنبھالا
 حال کروں میں دل کا بیاں کیا

کھولنے کے اور کھر کے بھیدی
 بڑی بھلی کے تولنے والے
 پاپ اور پُرن کے چھاننے والے
 پاپ اور پُرن سب تجھ پیہر میں
 ہے دانی سے پیٹ چھپانا
 نبی ہوں پانی اور مٹی سے
 چارے تھے ہونا مجھے ویسا
 اُس سے سوا قدرت ہمیں کیا ہے
 جن جن پر پتھار عیاں مجھے قابو
 سب کو خودی سے میں نے ہٹایا
 سوتے جاگتے لوکا سب کو
 پانو کو چلنے دیا نہ ٹیڑھا
 جس سے کہ پیدا ہو کوئی فتنہ
 اوپری آوازوں کی ہوا سے
 مین نے یہ کاٹا اپنا رنڈا پا
 تھا میتاب جو اندر والا
 حال سہول کا تجھے نہاں کیا

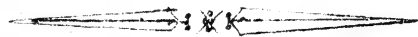
دھوپ تھی تیرا اور ریت تھی تپتی
 جلان نہ مچھلی کی تھی نکلتی
 گو خم پھر اس دل کی لگی نے
 تو ہے مگر اس بات کا دانا
 زور تھا میرا دل یہ جانتا کہ
 تھا منادِ دل کا کام تھا میرا
 پکڑے اگر تو دل کی خطا پر
 رکھ تکلیف میں یا راحت میں
 اب نہ مجھے جنت کی تمنا
 ایلی جنتِ راس کب اُسکو
 دُورِ دوزخ کا پھر اُسے کیا ہے
 یہ تجھ سے اک عرض ہو میری
 جو قسمتے نبھ کر دکھایا
 مجھ ناچینہ کی ہے کیا طاقت
 عمر بہت سی کاٹ چکی ہوں
 اپنے لیے کچھ کہہ نہیں سکتی
 میں ہی اکیلی نہیں ہوں کہیں

مچھلی تھی ایک اُسین ترپتی
 اور نہ سر سے دھوپ تھی ٹپتی
 ٹھنڈا پانی دیا نہ پینے
 میں نے کہا دل کا نہیں مانا
 میں نے سنبھالا دل کو دھانتا کہ
 اور تھا مانا کام تھا تیرا
 میں رضی ہوں تیری رضا پر
 ڈال جسم یا جنت میں
 اور نہ خطہ کہ کچھ دوزخ کا
 جلتے میں جسکی عمر کٹی ہو
 جس نے رنڈا پا جیل لیا ہے
 رو نہو گردِ گاہِ مین تیری
 خوش ناخوش سب بیٹے اٹھایا
 جو منہ پر کچھ لاؤں شکایت
 یہ دن بھی کٹ جائینگے جوں توں
 پر یہ کہے بن رہ نہیں سکتی
 پڑی ہے لاکھوں پر یہی بیٹا

بس کے بہت بچھاں اُچھو گئے
 جلیں کروڑوں اسی لپٹ میں
 بالیاں ایک اک ذات کی لاکھوں
 ہو گئیں آخر اسی الم میں
 سیکڑوں بیماری مغلوں میں
 بیاہ سے انجاں اور منگنی سے
 ماؤں سے جو منہ دہلواتی تھیں
 تھپک تھپک تھوڑے جکڑے
 جنکو نہ شادی کی تھی تمنا
 جنکو نہ آپے کی تھی خبر کچھ
 بجلی سے واقف تھیں نہ برقی
 رخصت چالے اور چوتھی کو
 ہوش جنھیں تھارات نہ دے
 دو دو دن رہ رہ کے سہاگن
 دھماکے جانانہ دھن کو
 دل نہ طبیعت شوق نہ چاہت
 شرط سے پہلے باز ہی ہا رہی

بچے ہزاروں بیکڑے گئے گھر
 پیڑوں پھکیں اسی مگھٹ میں
 بیاہیاں ایک اک رات کی لاکھوں
 کاٹ گئیں عمریں اسی غم میں
 بھولی نادانیں معصومیں
 بنے سے واقف اور نہ بنی سے
 رد و مانا کے جو کھاتی تھیں
 گھر گھر تھے جنکو کھلاتے
 اور نہ منگنی کا تھا تقاضا
 اور نہ رنڈا پے کی تھی خبر کچھ
 بد اسے مطلب تھا نہ بری سے
 کھیل تماشا جانتی تھیں جو
 گڑبایوں کا سا بیاہ تھا جنکا
 جنم جنم کو ہوئیں بروگن
 دھن نے پھپھانا نہ سجن کو
 مفت لگالی بیاہ کی تہمت
 بیاہ ہوا اور رہیں کو اسی

سیلانی جب باغ میں آئے	بھول ابھی تھے کھلنے نہ پائے
بھول کھلے جسوقت چمن میں	جاسوئے سیلانی بن میں
ہویت نہ تھی جب پایا پیستم	جب ہوئی بیت گنوا یا پیستم
ہوش سے پہلے ہوئی میں بوا	کب پنچیکا پار یہ کھیوا
خیر سے بچپن کا ہے رنڈا پا	دور پڑا ہے ابھی بڑھا پا
عمسم منزل تک پنہانی	کاٹنی ہے بھر پور جوانی
شام کے مڑے کا ہے یہ رونا	ساری رات نہیں اسیا سونا
آئی نہیں دنیا میں آئی	ایسی کسی بڑے پتیا ہی
آئیں بلگتی گیس سکتی	رہیں ترستی اور پھر کتی
کوئی نہیں جو غور کرے ایسا	نبض پہ انکی ہاتھ دھرے اب
دکھ اُنکا آئے اور پوچھے	روگ اُنکا سمجھے اور بوجھے
چوٹ نہ جکے دل پہ لگی ہو	وہ کیا جانیں دل کی لگی کو
بے درووں سے پڑا ہے پالا	تو ہی اب اُنکا ہے رکھوالا
اپنی بیتی ہے یہ کھانی	اب یہ دھماں رہے بن پانی



اسے غمخوار ہر اک بے کس کے	حامی ہر عاجز بے بس کے
ہے اپنے عاجز بندوں پر	پیارا ترماں باپ سے جڑھکر

جس نے لگی میں تجھ کو پکارا پھر نہ خالی اس چو گھٹ سے کس کو زمانے نے بہ ستایا اُجڑے کھیرے تو نے بسائے مظلوموں کی داد کو نہنچا بنجر ملک آباد کراٹے عام تری رحمت جب ٹھیری داد ہر اک مظلوم کی دے تو عورت ذات کا تنہا جینا گھر بسنے کی آس نہ رہنی ہے وہ بلا جو سہی نہ جائے قدر اسکی یا تو بھینچانے	سامنے تیرے ہاتھ پارا گیا نہ پیا سا اس پنگھٹ سے تو نہیں جس کے اڑے ہیکل ڈوبے پیرے تو نے ترانے قیدیوں کی فریاد کو نہنچا اور بردے آزاد کراٹے دور ہے پھر رحمت سے تیری اور رانڈوں کی خبر نہ لے تو ہر دم خون جگر کا پینا ساری عمر جھڈائی سہنی بتپا ہے جو کمی نہ جائے یا جس پر گزری ہو وہ جانے
---	---



اے خاوند خداوندوں کے واسطے اپنی خاوندی کا تو یہ کسی کو داغ نہ دیجو کیجو کچھ تیری خوشی ہو	مالک خاوند اور بندوں کے صدقہ اپنی خاوندی کا کسی کو بے وارث مت کیجو رانڈ مگر کیجو نہ کسی کو
---	---

مسد تکیہ عزت حرمت
 چاندی سونا نقدی غلا
 سیاحیں بن جو چیتہ گھر میں
 دل کی خوشی اک آس پتھی سب
 بچوں کی چھاب کا ٹوٹ نہیں کم
 باغ نظر میں اسکی خزاں ہے
 عیش ہے اس کے واسطے ماتم
 جس کو کیا پر پڑے پھر بیتا
 یا عورت کو پہلے بکلا لے
 یا بیکھ نادیں ریت جہاں کی
 جس سے ہو دل سیکڑوں لیل
 جس نے کلجے آگ میں بھونے
 خوف دلوں کو سکھو دے جس نے
 تو تم کی جس بن آن ہو جاتی
 جس نے کیے دل جم سے خالی
 تو تم سے تو یہ ریت چھڑا دے
 سسل اور شکل تجھ کو ہے یکساں

نوکر جا کر دولت خست
 گھنا پاتا ٹوم اور چھپلا
 خاک ہر سب عورت کی نظر میں
 سو وہ ہزاروں کوں گئی اب
 جنت بھی ہو تو ہے جہنم
 اکہ میں تار کیا سکی جہاں ہے
 عیسے ہر اوکے حق میں محرم
 کراوے تو پیوند زمیں کا
 یا دونوں کو ساتھ اٹھا لے
 جس سے گئی پریت یہاں کی
 جس نے ہزاروں کر دے گھال
 جس نے بھر گھر کر دے سونے
 شرم سے دیدے دھو دے جس نے
 دیس کی جس پر جان ہوجاتی
 ریت ہجو دنیا سے نرانی
 بند یوں کی بیڑی یہ تڑا دے
 تھکو ہے شکل تجھ کو ہے آساں

<p> بچ اور دکھ قبضے میں ہے تیرے ہلتے ہیں پتے تیرے ہلائے مٹھی میں ہیں تیری ہوائیں تجھ سے ہے دریاؤں کی روانی جھیل سمندر پر بت رانی ناتواں نسبت شادی قوم کی ریتیں دیس کی رسیں کام کوئی مشکل نہیں تجھ کو سوت لگے پتھر سے نکلنے </p>	<p> چین اور سکھ قبضے میں ہے تیرے کھلتے ہیں غنچے تیرے کھلائے قابو میں ہیں تیرے گھٹائیں تیرے بہائے بہتے ہیں پانی کھنے میں ہے سب تیرے خدائی سوگ رنڈا باقیہ آزادی کیا ہو وہ جو تیرے نہیں لبس میں راک یہ کیا۔ گرتیری خوشی ہو ناؤ لگے ریتی میں چلنے </p>
---	--



<p> اے عزت اور عظمت والے دکھڑا تجھ سے یہ کہنا دل کا دل پہ ہے جب برجھی کوئی چلتی جب کوئی دکھیا د آجاتا ہے ورنہ ہے اس دنیا میں دھرا کیا دکھ سے ہے یہاں کے گھبرا گیا عیش کی بھیاں مہلتے نینر کی </p>	<p> رحمت اور عدالت والے اک شریعت کا ہے تھا فضا آہ کلیجے سے ہے نکلتی جی بے ساختہ بھرتا ہے خواب کا سا اک ہے یہ تماشا سکھ پہ ہے بھیاں کو اترانا کیا سب یہ نمائش ہو کوئی دم کی </p>
---	---

آنی جانی پیڑ میں خوشیاں
 بنگنی بیاہ برات اور رخصت
 ہو گیا دودھ کے سب بہلا دے
 ریت کی سی دیوار ہے دنیا
 بجلی جیسی چمکے اُس کی
 پانی کا سا ہے پیچہ چپا را
 آج ہے یہاں جنگل میں منگل
 آج ہے میلہ ہر دم دونا
 آج ہے رہنے کی تیاری
 آج ہے پانا کل ہے کھونا
 کبھی ہے بادھا کبھی ہو گھٹا
 ہاں کبھی اور جیت کبھی ہے
 ساتھ سہاگ اور سوگ ہو بھانکا
 خوشی میں غم بھیاں ملا ہوا ہے
 سیر کو جو اس باغ میں نہیں
 بھیاں ہر چل اندر این کا ہو
 عیش جنہوں نے سد اڑائے

چلتی پھرتی چھانو میں ارماں
 میل ملاپ سہاگ اور سنگت
 آگے چلکر ہیں پچھا دے
 اوچھے کا سا پیار ہے دنیا
 بل دویل کی جھمکے اس کی
 جگنو کا سا ہے چمکا را
 کل سنساں پڑا ہے جنگل
 اور کل گانو پڑا ہے سونا
 اور کل ہے چلنے کی باری
 آج ہے ہنسنا کل ہے رونا
 کبھی جوار اور کبھی ہے بھٹا
 اس نگری کی ریت یہی ہے
 ناؤ کا سا سنوگ ہو بھانکا
 امرت میں ہیں گھلا ہوا ہے
 دیکھنے کے پھل کو ہاتھ لگائیں
 دیکھنے سے چکھنے میں برا ہو
 وہ بھی ہیں آخر کو پچھائے

رہے ہیں گر کر چڑھے ہیں جو بھیاں
 جو بیا ہے وہ ہیں بچتا تے
 اس بھل کا ہے یہی پرکھیا
 خوش بنوں خوشیوں کے متوالے
 غم کی گھٹا آتی ہے گر جتنی
 رگیوں کا بندھا ہے تاننا
 جو آئے ہیں اوں کو ہے جانا
 خواہ ہو رانڈ اور خواہ سہاگن
 ایک ہے گو آج ایک سے بہتر
 اور کوئی گرا انصاف سے دیکھے
 عیش گئی وہ چھوڑ کے بھیاں کے
 اسکو پڑی کل اسکی گئی کل
 اسکا دل اس دنیا سے اٹھانا
 جاں یہ آساں دیتی ہے ایسی
 غم ہو غرض یا عیش ہو کچھ ہو
 تیرے سوا بھیاں اے مرے مولا
 چڑی تھی سونی جب یہ نگریا

گلے ہیں آخر بڑے ہیں جو بھیاں
 بن بیا ہے ہیں بیاہ مناتے
 جو نہیں چکا تھا وہی ہے میٹھا
 ہیں یہ نشے سب اُترنے والے
 گھڑی میں بھیاں گھڑیاں بچتی
 ایک آتا ہے ایک سے جاتا
 جو گئے انکو پھر نہیں آنا
 موت ہے سب کی جاں کی دشمن
 مر گئیں جب دو نو ہیں برابر
 مر کے اے نسبت نہیں اس سے
 قید گئی یہ کاٹ کے بھیاں سے
 یہ گئی بلکی وہ گئی جو جھلس
 ہے ناخن سے گوشت چھٹانا
 بو ہے نکلتی پھول سے جیسی
 ہے ہمیں بنانا چھوڑ کے سب کو
 کوئی رہا ہے اور نہ رہیگا
 تیری ہی تھی بھیاں کھڑی اٹھیا

بھر یہ نگریا اجڑا کے ساری
 تھانہ کچھ آگے تیرے سوا بھیا
 بھیاں کوئی دن دکھ پایا تو کیا
 اب نہ مجھے کچھ رنج کی پروا
 چاہتی ہوں اک تیری محبت
 لکھو نٹ اک ایسا مجھ کو پلاوے
 آئے کسی کا دھیاں نبھی میں
 فکر ہوا چھی کی نہ بڑھی کی
 کوئی جگہ اس دل میں نہ پائے
 سینہ یہ تجھے بھرا ہو سارا
 دل نے بہت بھیاں مجھ کو بتایا
 خواب میں دیکھ اک سانگ نرا
 میرا اور اپنا چین گمنوایا
 اٹھ نہیں سکتے مجھے اب اک دم
 ولیں لگن بس اپنی لگاوے
 غیر کے رشتے توڑوے سارے
 جب مجھے تنہا کیا ہے پیدا

تیری ہی رہ جائیگی اٹاری
 اور رہیگا کچھ نہ سدا بھیاں
 اور کوئی دم شکھ پایا تو کیا
 اور نہ آسائش کی تمنا
 اور نہیں رکھتی کوئی حاجت
 تیرے سوا جو سب کو بھلاوے
 کوئی رہے ارماں نبھی میں
 تیرے سوا دھن ہو نہ کسی کی
 یاد کوئی بھولے نہ آئے
 میت سمالے اُسیں نہ پیارا
 موت کا برسوں مزا چکھسایا
 آگ میں جیتے جی مجھے ڈالا
 آپ جلا اور مجھ کو جلایا
 یہ دنیا کے ناش رہی غم
 سارے غم اپنے ہی کپڑے
 دل کے پھیلے پھولے سارے
 تو مجھے بندھوا کر نہ کسی کا

وہاں سے اکیلی آئی ہوں جیسی	ویسی ہی بھانسنے جاؤں کیلی
ساتھ کوئی غم لیکے نہ جاؤں	تیرے سوا کونوؤں جسو پاؤں
دل نہ پھرے دنیا میں بھٹکتا	کوئی رہے کاٹنا نہ ٹھٹکتا
جہی تے نشان پیاروں کا مٹا دیا	پیار کے منہ کو آگ لگا دوں
تو ہی ہو دل میں تو ہی زباں پر	مار کے جاؤں لات جہاں پر

پاؤں تجھے ایک ایک کو گنوا کر
خاک میں جاؤں سب کو ملا کر

بائیں تیرے



استار چھاپی مطبع مفید عالم گروہ



خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع میں ہر قسم ہر زبان کی کتابیں اردو ہندی فارسی عربی نہایت خوشخط صحیح و عمدہ جلد از زبان نرغ پر عمدہ سیاہی مصالحتی لیتھو میں طبع ہوتی ہیں۔ عدالتوں و محکمہ بند و بست اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہیں یہ نامی مطبع پینتیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایسا اندازی اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت و نیک نامی روز افزون ہے اور اس مطبع میں کتب بہ نسبت اور سلاخ کے بہت خوشخط و صاف و عمدہ چھاپی جاتی ہیں جن صاحبوں کو کچھ چھپوانا ہو انکو کیفیت نرغ وغیرہ کی خط و کتابت سے معلوم ہو سکتی ہے نمونہ کے لئے مہارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابیں کافی و کافی ہیں فقط

المشا
محمد قادر علی خان صوفی مالک و مہتمم مطبع مفید عالم گروہ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔
